نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۲۷	فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب	عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان	بنو امیہ اکبر / عثمانی
۲۸	حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	خلیدہ بنت مروان بن عتبہ بن سعید بن العاص	؍ / سعیدی
۲۹	اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان بن عفان	؍ / عثمانی
۳۰	علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب	رقیہ بنت عمرو بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان	؍ / ؍

۷:۔ علوی خانوادہ

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۳۱	لبابہ بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب	سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص	بنو امیہ اکبر / سعیدی
۳۲	نفیسہ بنت عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب	عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	؍ / سفیانی

۸:۔ جعفری خانوادہ

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۳۳	ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	بنو امیہ اکبر / سفیانی
۳۴	ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	ابان بن عثمان بن عفان	؍ / عثمانی
۳۵	ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	عبدالملک بن مروان (۲)	؍ / مروانی
۳۶	رملہ بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب	۱۔ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک	؍ / مروانی
	؍ (۲)	۲۔ ابوالقاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیان	؍ / سفیانی
۳۷	ربیحہ بنت محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	۱۔ یزید بن ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان	؍ / مروانی
	؍ (۲)	۲۔ بکار بن عبدالملک بن مروان	؍ / ؍

۹:۔ عباسی خانوادہ

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۳۸	لبابہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب	ولید بن عتبہ بن ابی سفیان	بنو امیہ اکبر / سفیانی
۳۹	میمونہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب	ابوالسنابل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر بن کریز	بنو حبیب بن عبدشمس

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۴۰	ریطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب	عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان	بنو امیہ اکبر / مروانی
۴۱	محمد بن ابراہیم بن علی بن عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب	رقیہ الصغریٰ بنت محمد الدیباج بن عمرو بن عثمان بن عفان	〃 / عثمانی
۴۲	ابو جعفر عبد اللہ المنصور (x)	… بنت ابی عثمان بن عبد اللہ بن اسید بن ابی العیص	〃 / بنو ابی العیص
		… عالیہ بنت عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن خالد بن اسید	〃 / 〃
۴۳	جعفر بن ابی جعفر عبد اللہ المنصور	… بنت ابی عثمان بن عبد اللہ بن اسید بن ابی العیص	〃 / 〃
۴۴	المہدی بن ابی جعفر المنصور	رقیہ بنت عمرو بن خالد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان	〃 / عثمانی
۴۵	ہارون الرشید	عائشہ بنت عبد اللہ بن سعید بن مغیرہ بن عمرو بن عثمان	〃 / 〃
۴۶	منصور بن المہدی	عائشہ بنت (x)	〃 / 〃
۴۷	المہدی بن المنصور	عائشہ بنت عبد اللہ کی پھوپی	〃 / 〃

(x) دوسری شادی

(ح) حلیف

(م) مولیٰ

فارسی نثر کے موضوعات

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی۔ دہلی یونیورسٹی

(۲)

اب ہم فارسی نثر کے بارے میں دوسرے امور کی طرف توجہ کریں گے۔ سب سے پہلے ہم مختصر ذکر کریں گے ان موضوعات اور مطالب کا جو فارسی نثر میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد، نمونے کے طور پر ان کتابوں کا تعارف کرائیں گے جو ان موضوعات میں سے ہر ایک پر لکھی گئی ہیں۔

گذشتہ ادوار اور فارسی ادب کی تاریخ میں مختلف موضوعات اور مطالب کو بیان کرنے کے لئے فارسی نثر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ موضوعات: قومی اور بہادری کی داستانوں، رومانوں اور دوسری متنوع داستانوں، قصص وحکایات، فلسفیانہ اور علمی مسائل، اخلاقی اور سماجی امور، تصوف، تاریخ، تذکرے (علماء، شعرا اور مصنفین کے تذکرے) دینی مسائل، تنقیدی مسائل، نامہ نگاری (ترسل)، اخلاق وغیرہ سے عبارت ہیں۔

مجموعی طور پر ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فارسی کتابوں کے تنوع کے نتیجے میں فارسی نثر کے موضوعات کی گوناگونی بہت زیادہ ہو گئی ہے اور گذشتہ نصف صدی میں جو تبدیلیاں اس میں رونما ہوئی ہیں، اس کی وجہ سے اس تنوع میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔

ملی اور بہادری کی داستانیں:- قدیم ترین موضوع جو فارسی نثر میں بیان کیا گیا ہے وہ ملی اور بہادری کی داستانیں ہے۔ جو تھی

صدی ہجری میں جو نثری کتابیں فارسی میں لکھی گئیں ان شاہناموں اور "داستانہای پہلوانی" کو اولیت دی جانی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایرانی اپنی ملی تحریکوں جن کا زمانہ دوسری اور تیسری صدی پر پھیلا ہوا ہے، اور اسی طرح سیاسی اور ادبی آزادی حاصل کرنے کے بعد، قدیم تاریخ کی تدوین اور اپنے آبا و اجداد کی سرگذشت بیان کرنے کے خیال میں پڑ گئے۔ اس کام میں خاص طور پر ان لوگوں نے پہلا قدم اٹھایا جو بڑے اور معروف خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس قسم کی کتابوں کی تالیف اوائل میں "خدا نیامہ" ایسی کتابوں کی تقلید سے شروع ہوئی۔ "خدا ینامہ" پہلوی زبان میں ایک کتاب ہے جو ساسانی عہد کے اواخر میں ایران کی تاریخ پر تدوین ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی کتابوں کا لکھا جانا بادشاہوں اور پہلوانوں سے متعلق بکھری ہوئی قدیم داستانوں کی جمع آوری یا ان کے فارسی میں ترجمے یا بیان کرنے سے شروع ہوا۔ یہ کتابیں رزمیہ شاعری کی حقیقی بنیاد اور فارسی زبان میں لوگوں کے لیے قدیم داستانوں کو نظم کرنے کی محرک ثابت ہوئیں۔ فارسی کے نثری شاہناموں میں جو چوتھی صدی ہجری میں تالیف ہوئے، گویا سب سے قدیم اور اہم ابوالموید بلخی کا شاہنامہ ہے جو چوتھی صدی ہجری کے اوائل کا ایک شاعر اور مصنف تھا۔ یوسف و زلیخا کی اولین مذہبی داستانوں کا نظم کرنا اسی سے منسوب ہے۔ اس شاہنامہ کو "شاہنامۂ بزرگ" اور "شاہنامہ موبدی" بھی کہتے ہیں۔ اس مفصل کتاب میں بادشاہوں اور پہلوانوں سے متعلق ایرانیوں کی بہت سی روایات اور عقاید بیان کیے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر روایات، شاہنامہ فردوسی اور دیگر عام رزمیہ نظموں میں شامل نہیں۔ ان کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا گیا ہے اور اگر ذکر کیا گیا ہے تو بہت اختصار کے ساتھ۔ جب قدیم ایرانی داستانوں کا زیادہ تر حصہ فارسی نظم میں منتقل ہو گیا تو یہ کتاب بتدریج مفقود ہو گئی۔ اس کا جو حصہ باقی رہا وہ "گرشاسپ" نامی کتاب کے ایک حصے پر مشتمل ہے۔ صاحب تاریخ سیستان نے اس حصے کو اپنی کتاب میں مناسب طور پر نقل کر دیا ہے۔[1]

---

[1] تاریخ سیستان، تہران، ۱۳۱۴ شمسی، ص ۳۵-۳۷

اس صدی میں لکھے گئے دوسرے شاہناموں میں جن کی ہمیں اطلاع ہے، بلخ کے ایک شاعر ابو علی کا شاہنامہ ہے۔ اس نے "خدا ینامہ" کے عربی ترجموں کی بنیاد پر اسے فارسی میں ترتیب دیا۔ ابوریحان بیرونی نے اسے دیکھا اور اس سے استفادہ کیا تھا۔[1]

ایک دوسرا اہم تر شاہنامہ، سامانی بادشاہوں کے ماتحت خراسان کے حاکم ابو منصور محمد بن عبدالرزاق کے حکم سے نظم کیا گیا۔ خراسان کا یہ حاکم، اپنا تعلق دہقانوں کے قدیم نیم اشرافی طبقے سے بتاتا تھا۔ اسے ۳۵۰ھ میں زہر دیدیا اور قتل کر دیا گیا۔ ابو منصور کے حکم پر خراسان کے چند موبدوں اور دہقانوں نے اس کے وزیر کی نگرانی میں اس کتاب کو ترتیب دیا۔ یہ کتاب ایرانی روایات اور اسناد پر مبنی تھی۔ اس مذکورہ وزیر نے جس کا نام ابو منصور معمری (یا معمّری) تھا، اس کتاب پر مقدمہ لکھا جو آج بھی "مقدمۂ قدیم شاہنامہ" کے عنوان سے دستیاب ہے۔ "شاہنامۂ ابو منصوری" کی تالیف ۳۴۶ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ دستیاب مقدمہ آج فارسی نثر کے قدیم ترین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ فردوسی نے اپنے شاہنامہ کے بڑے حصے اور اسی طرح ابو منصور ثعالبی نے اپنی مشہور کتاب "غرر اخبار ملوک الفرس وسیرہم" کی تالیف میں شاہنامہ ابو منصوری سے استفادہ کیا ہے۔[2]

عہد سامانی میں لکھے گئے شاہناموں کے علاوہ، ہمیں اسی زمانہ کی چند بہادری اور جوانمردی کی نثری داستانوں کی اطلاع ہے۔ رزمیہ گو شعراء نے ان میں سے کچھ کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور بعض کتابیں متروک رہیں اور نابود ہو گئیں۔ ان داستانوں میں ایک "اخبار رستم" تھی جسے آزاد سرو نامی شخص نے مرتب کیا تھا۔ اور فردوسی نے اس کے کچھ حصے اپنے شاہنامہ میں شامل کئے ہیں۔ ایک دوسری کتاب "اخبار فرامرز" ہے جسے ایک نامعلوم شخص نے بارہ جلدوں میں مدون کیا تھا۔ ایک اور کتاب "داستان گرشاسپ" ہے جو گویا

---

[1] الآثار الباقیۃ، مطبوعہ لایپزگ، ص ۹۹۔ [2] اس شاہنامہ سے متعلق تفصیلی معلومات کیلئے رجوع کریں، حماسہ سرای در ایران از ڈاکٹر صفا، تہران، طبع دوم ۱۳۳۳، ص ۹۹-۱۰۷۔

ابوالمؤید کے شاہنامہ کا جزو تھی اور اسدی طوسی نے اسے نظم کا جامہ پہنایا۔ "اخبار نریمان" اسی قسم کی ایک کتاب تھی جو علیحدہ سے نظم نہیں کی گئی۔ ایک دوسری کتاب "اخبار سام" تھی بعد میں خواجوی کرمانی نے گویا اس کی ایک جدید روایت کو نظم کا جامہ پہنایا۔ اسی طرح ایک اور کتاب "اخبار کیقباد" بھی نظم نہیں کی گئی اور اس کے بارے میں جو کچھ شاہنامہ میں آیا ہے وہ مفصل داستان کی شکل میں نہیں ہے۔[۱]

ایرانیوں کے درمیان بہادری اور جوانمردی کی داستان کا لکھنا جن میں سے اکثر پہلوانوں سے متعلق منظوموں کا سبب بنی، چوتھی اور پانچویں صدی میں رائج تھا۔ بہرصورت ان میں سے کچھ بتدریج نابود ہوگئیں اور بعض کو نظم کا جامہ پہنایا گیا۔ اس لئے ان کی اصل کی کھوج نہ رہی۔ بعض داستانیں چونکہ نظم کر دی گئیں اس لئے بعد میں ایرانی قصہ گو افراد کی زبان زد ہوگئیں۔ ان میں تبدیلیاں بھی واقع ہوئیں۔ بہرحال یہ داستانیں آج بھی ایران میں موجود ہیں۔ ان داستانوں کی جدید روایت مثلاً "رستم نامہ" اور "تبرزو نامہ" دستیاب ہیں یا رستم و سہراب کی داستان ہے جسے اب بھی ایرانی قصہ گو حضرات خاص آب و تاب کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

بہادری کی داستانوں میں ایک "داراب نامہ" ہے۔ یہ اتفاق سے حادثات سے پر ایک دلچسپ داستان ہے یہ بھی دوسری داستانوں کی طرح زبانی بیان کی جاتی تھی یہاں تک کہ چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) میں ابوطاہر محمد بن حسن ابن علی طرسوسی (یا طرطوسی) نامی ایک مصنف نے اسے سپرد قلم کیا۔ یہ داستان جسے میں نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے، ہمائی چہرآزاد کے دور کی بہادری اور جوانمردی کی داستانوں سے شروع ہوتی ہے۔ ہمائی چہرآزاد، بہمن کیانی ملقب بہ "اردشیر" کی لڑکی تھی۔ اس داستان میں داراب کے بچپن سے اواخر عمر تک، بہادری کے واقعات مذکور ہیں۔

---

[۱] ان داستانوں کے بارے میں مزید اطلاع کے لئے رجوع کریں: تاریخ ادبیات در ایران، صفا، ج ۱، طبع دوم، ص ۶۱۵ - ۶۱۷۔

اس کے بعد ہم اس داستان میں دارای دارایان کے زمانہ حکومت کی سرگذشت دیکھتے ہیں جو کندر کی داستان پر ختم ہو جاتی ہے۔

چونکہ اس کتاب میں اسکندر کو ایرانی، یونانی اور عربی روایات کا پیکر دکھایا گیا ہے اس لئے اس میں اسکندر کی داستان، منفرد اور کمیاب روایات پر مبنی ہے۔ ایک طرف وہ داراب کا لڑکا ہے تو دوسری طرف بہت سے موقعوں پر اسے رومی اور رومی زادہ کہا گیا ہے۔ کبھی اسے ساسانی دور کی روایات سے متاثر دکھایا گیا ہے اور بڑے الفاظ میں یاد کیا گیا ہے تو کبھی اسے یونانی روایات کے زیر اثر، مافوق البشر اور خداؤں کی اولاد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ذی القرنین کی داستانوں کو جو عرب دور میں رائج تھیں نظر میں رکھتے ہوئے وہ مغرب اور مشرق کی انتہا تک جاتا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی روایات کی رو سے وہ پیغمبری تک پہنچتا ہے۔ فرشتوں کی مدد سے کوہ قاف تک جاتا ہے۔ قدیم پیغمبروں کی روح اور پیغامبر اسلام حضور اکرم کے ہزاد کو ان کی ولادتِ باسعادت سے صدیوں قبل، دیکھتا ہے۔ اس کے بعد آب حیات کی جستجو میں خضر اور دوسرے پیامبروں کے ہمراہ ظلمات کی راہ لیتا ہے۔

"دارا بنامہ" کی داستان کے اس حصے میں جو اہم مواد قابل توجہ ہے وہ ایرانیوں کی تاریخ بہادری کی ایک درخشاں شخصیت پوراندخت کی سرگذشت ہے۔ یہ دارای دارایان کی لڑکی داراب کی جوانمردی اور کیانی جاہ وجلال کی وارث تھی۔ اس کتاب میں اسکندر کی پوری داستان اسی لڑکی کی بہادری اور دلاوری کے قصوں سے پُر ہے۔ اس میں ان جنگوں کا ذکر ہے جو اس نے کبھی کبھی اسکندر سے لڑیں۔ اس کے بعد اس بہادری کے واقعات بیان کئے گئے ہیں جو اس لڑکی نے اسکندر کے دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدل میں دکھائی۔

اسی ابوطاہر طرسوسی کی دوسری داستانیں بھی ہیں۔ ان داستانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اپنے دور کا ایک پرگو مصنف گذرا ہے وہ خود "دارا بنامہ" میں ایک جگہ "اسکندرنامہ" کی طرف اشارہ

کرتا ہے۔ بہرحال ہمیں اس کا علم نہیں کہ آیا یہ وہی "اسکندر نامہ" ہے جو "دارابنامہ" میں تفصیل سے آگیا ہے یا یہ کوئی الگ سے ایک مستقل کتاب تھی جو اگر موجود ہوتی تو "دارابنامہ" کے اس حصے سے مفصل تر اور زیادہ جامع ہوتی۔ اسی مصنف کی دوسری کتاب "قہرمان نامہ" ہے۔ یہ ہوشنگ کے زمانے کی ایک داستان ہے۔ اس داستان کا ہیرو ایرانی رزمیہ داستانوں میں ایک بے نظیر روایت کی رو سے اسفندیار کا قاتل ہے۔ اس کی دوسری کتاب "قِران حبشی" ہے جس کا ترکی ترجمہ بوڈلین کی لائبریری میں موجود ہے۔

ایک دوسری کتاب میں جس کا نام "دارابنامہ بیغمی" ہے طرطوسی کے "دارابنامہ" کی داستان کا تسلسل ملتا ہے۔ اگرچہ اس کے مطالب کا سرچشمہ شاید بہت قدیم نہیں لیکن اس کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ اس میں قدیم بہادر اور دلاور خاندانوں کی داستانوں کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ مثلاً کیانی خاندان، داراب کے لڑکے فیروزشاہ اور اس کے لڑکے پر جو اس کے بجائے کیانی تخت و تاج کا مالک بنا ختم ہوتی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں چند ایسے پہلوانوں کا ذکر آتا ہے جو سب کے سب قدیم حسب و نسب کے مالک اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح کیانی تخت و تاج کے خادم ہیں۔ ایک دوسرا اہم خاندان جس کا ذکر ہمیں اس داستان میں ملتا ہے وہ سیستان کے پہلوانوں کا ہے۔ ان پہلوانوں کے نام ہمیں دوسری جگہ نظر نہیں آتے مثلاً پیل زور، فرخ زاد، بہزاد، پیل تن، اردوان، رستم زاد۔ ان پہلوانوں کے نام کا ان دوسرے پہلوانوں کی فہرست میں اضافہ کر دینا چاہئے جو اسی خاندان سے ہیں اور ان کا نسب گرشاسپ سے جا ملتا ہے۔ ان دوسرے پہلوانوں کے نام ہیں گرشاسپ، نریمان، سام، زال، زوارہ، رستم، فرامرز، سہراب، آذر برزین، برزو، جہانگیر اور بانو گشسپ۔

بہادری کی داستانوں کی اس انتہائی اہم کتاب کے بارے میں جو پہلوانوں کے مختلف واقعات سے بھری ہے، میں نے مولانا بیغمی کے "دارابنامہ" کی دوسری جلد کے آخر

میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ مولانا محمد بیغمی آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے اوائل (چودھویں صدی کا نصف دوم) کے ایک قصہ گو ہیں۔ ان کی داستانوں کو محمود دفتر خوان نے جمع کیا اور انتہائی دلکش طرز تحریر میں انہیں سپرد قلم کیا ہے۔ اس داستان کے فارسی نسخے کی دو پہلی جلدیں استانبول میں دستیاب ہیں جنہیں "دارابنامہ بیغمی" کا نام دیا گیا ہے اور میں نے انہیں شائع کیا ہے۔ میں نے اس مقدمے میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس کا نام "فیروز نامہ" یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا نام ہونا چاہئے۔ بعد میں جب اس کا عربی ترجمہ مجھے ملا اور اس کی تیسری جلد بھی مجھے اوپسالا کی لائبریری کے مخطوطات میں مل گئی تو معلوم ہوا کہ میرا قیاس صحیح تھا۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ کی شہادت کے مطابق، اس داستان کا ایک ترکی ترجمہ موجود ہے۔

"فیروز نامہ" (یا قصۂ فیروز شاہ) ایران کی شاید وہ آخری عظیم قہرمانی داستان ہے جو ادبی طور پر لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد اگرچہ اسکندر کی داستان اور سیستان کے پہلوانوں سے متعلق داستانیں مثلاً رستم نامہ اور برزو نامہ از سر نو بیان کی گئی ہیں لیکن ان داستانوں کی جدید روایت عام طور پر ان کو سادہ بنانے اور بعض داستانوں کو مختصر کرنے کی خاطر عمل میں آئی ہے۔

اسکندر مقدونی کی داستان، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، ایران میں اسلامی دور میں بہت رائج تھی۔ اس میں رزمیہ واقعات عجیب و غریب بیانات سمتی کہ مبہم طور پر یونانی حکما کے بعض افکار بھی مخلوط ہیں۔ یہ داستان اپنی یونانی اصل سے پہلوی اور اس کے بعد سریانی اور عربی زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ اسلامی قصہ گویوں نے اس کو ایک عربی افسانوی بادشاہ شمر بن یرعش ملقب بہ ذی القرنین کی داستان سے خلط ملط کر دیا اور یونانی اور عربی داستانوں سے ایک معجون تیار کی جو "اخبار اسکندر" یا "اسکندر نامہ" کے نام سے معروف ہوئی۔ بعد میں اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا اور فردوسی (شاہنامہ میں) اور نظامی (اپنی داستانوں کے مجموعے میں) نے اس سے استفادہ کیا۔ فارسی نثر میں اس داستان کی ایک قدیم روایت دستیاب ہے جو پانچویں صدی ہجری کے وسط یا شاید اواخر سے متعلق ہے اور حال ہی میں طبع ہوئی ہے۔

اس کا طرز نگارش مناسب ہے۔ اس داستان کی ایک جدید تر روایت، جو سب سے مفصل ہے مدتوں پہلے چھپی تھی۔

ایک دوسرا اہم نکتہ جس کا مجھے ذکر کرنا چاہئیے یہ ہے کہ تقریباً چھٹی صدی ہجری (بارہویں صدی عیسوی) اور اس کے بعد کے عرصے میں ایران میں ملیت کا تصور کمزور ہو گیا۔ اس کی بنیادی وجہ مذہب اسلام کا روز افزوں اثر ہے جس میں ملیت کے مفہوم پر توجہ نہیں دی گئی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پانچویں صدی ہجری یعنی گیارہویں صدی عیسوی کے اوائل سے ایرانی سلطنت اور حکومت بتدریج ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو اصلاً مرکزی ایشیا کی زرد فام نسل سے تھے۔ میں نے اپنی "تاریخ ادبیات در ایران" کی پہلی اور دوسری جلد میں اس قسم کے بادشاہوں کے غلبے اور فتح کی کیفیت اور اس کے ادبی اور سماجی نتائج کی وضاحت کی ہے۔ ملیت کے تصور میں کمزوری آنے کی وجہ سے تاریخی اور مذہبی رزمیہ نظموں نے ایران کی ملی رزمیہ نظموں کی جگہ لے لی۔ یہی صورت حال نثر کی ہے۔ یعنی نثر میں بھی بہادری کی مذہبی داستانیں بتدریج بہادری کی ملی داستانوں کی جانشین بن گئیں۔ یہ مذہبی داستانیں بیشتر ایران کے شیعہ فرقہ کے ذریعے وجود میں آئیں۔ ان داستانوں میں بعض قدیم تر اور درحقیقت قابل توجہ ہیں جیسے داستان امیر المومنین حمزہ۔ یہ اصلاً حمزہ بن عبداللہ خارجی کے متعلق ہے جو خراسان اور سیستان کے خوارج کے امیر المومنین (خلیفہ) تھے۔ لیکن سید الشہدا حمزہ نے اس داستان میں ایرانی حمزہ کی جگہ لے لی ہے گویا یہ بعد کا عمل ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ غالباً چھٹی صدی کے لگ بھگ کا ہے۔ اس کا طرز نگارش قدیم ہے اور اس میں بعض خالص ایرانی روایات کی آمیزش کی گئی ہے۔

آذرک شاری کا لڑکا حمزہ، حمزہ بن عبداللہ خارجی کے نام سے معروف ہے۔ یہ دوسری صدی کے نصف دوم اور تیسری صدی ہجری کے اوائل میں حیات تھا اور ۲۱۳ ہجری (۸۲۸ء) میں فوت ہوا۔ یہ اپنا حسب و نسب تہماسپ کے لڑکے زو (زاب) سے ملاتا